معاشرتی برائیاں اور ان کا ازالہ

Social evils and their remedies

*مفتی محمد راشد خان اعوان

ABSTRACT

The purpose of writing this paper is to make a contribution in uplifting of the Muslim society so that we can understand the reasons and consequences of decline and destruction of Muslim society. In this regard if one write on this topic in detail then certainly a comprehensive book can be prepared but here it is precisely focused on some particular reasons such as zina and rape, murder, theft, decoity, interest, bribery, breaking promises, lottery, drinking and sale of wine, hoarding etc

Keywords: *Society, zina, rape, murder, theft, interest, bribery, drinking, wine.*

موضوع کا تعارف

معاشرتی برائیاں اور ان کا ازالہ کا تفصیلی ذکر کرنے سے پہلے اس موضوع کے تعارف میں چندان چیزوں کا ذکر سنتے ہیں جس سے ہمیں اسلام نے سختی سے منع کیا ہے۔اور اس راہِ عمل کو اپنانے پر سخت وعیدیں بھی سنائی گئی ہے۔کئی احادیث مبارکہ سے ان باتوں کو نکال کر مفہوماً پیش کیا جارہا ہے۔جس سے ہمیں گھر سے لے کر معاشرے تک پھیلی ہوئی تقریباً برائیوں کا باخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت پندرہ (بُری) باتوں کو اپنائے گی تو وہ مصائب میں گھرِ جائے گی عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہیں۔۔۔؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

*۔ لیکچرار: اسلامک اسٹیڈیز، سرسید یونیورسٹی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی

(۱)جب مالِ غنیمت کو ذاتی دولت سمجھا جائے گا۔

(۲) امانت کے مال کو مالِ غنیمت تصوّر کیا جائے گا۔

(۳) زکٰوۃ کو ٹیکس اور جرمانہ سمجھا جائے گا۔

(٤) مرد اپنی بیوی کا فرمانبردار ہوجائے گا۔

(۵)اپنی ماں کا نافرمان ہوجائے گا۔

(٦) دوستوں سے بھلائی کرے گا۔

(۷) باپ سے بُرا سلوک کرے گا۔

(۸) مساجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں گی۔

(۹) ذلیل قسم کے لوگ حکمران بن جائیں گے۔

(۱۰) انسان کی شرارت کے خوف سے اس کی عزّت کی جائے گی۔

(۱۱) شراب پی جائے گی۔

(۱۲) مرد ریشم پہنیں گے۔

(۱۳) گانے والیاں رکھی جائیں گی۔

(۱٤) باجے اور دیگر آلاتِ میوزک بجائے جائیں گے۔

(۱۵) بعد میں آنے والے اپنے اسلاف پر لعن طعن کریں گے۔پس ایسے حالات میں لوگوں کو چاہئے کہ وہ سرخ آندھی ، زمین میں دھنسائے جانے اور صورتیں مسخ ہونے کا انتظار کریں۔دوسری روایت میں مزید یہ بھی ہے کہ زلزلے، پتھروں کے برسنے کا انتظار کریں۔[(۱)]

اس کے علاوہ کئی آیاتِ مبارکہ اور احادیث کریمہ سے مختلف اسباب پتا چلتے ہیں جن میں سے ہم چند کا بیان اس مختصر آرٹیکل میں کریں گے۔

چیزوں کو اسٹاک کرنا:(ناجائز ذخیرہ اندوزی)

یعنی کھانے پینے اناج جیسی ضروری اشیاء کو مہنگائی کے انتظار میں روک لینا شریعت کی اصطلاح میں اِحتِکار کہلاتا ہے۔ہمارے معاشرے کو تباہ کرنے والی ایک چیز ذخیرہ اندوزی بھی ہے۔جان بوجھ کر خوراک کی اجناس کو ذخیرہ کرلیا جاتا ہے پھر اس کو مہنگے داموں فروخت کیا جاتا ہے۔ذخیرہ اندوزی کرنے والا کو نہ شرم و حیاء، نہ غیرتِ انسانی، نہ مروت کا

پاس نہ غریبوں کا لحاظ کچھ بھی ان کے پلے نظر نہیں آتا۔ زیادہ مال کمانے کی حرص میں ایسے لوگ آخرت داؤ پر لگا دیتے ہیں۔

جبکہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے احتکار کیا وہ گنہگار ہے۔ دوسری روایت میں اناج روکنے والے پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اناج روک کر مسلمانوں کو مہنگا فروخت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جذام یعنی کوڑھ کے مرض اور مفلسی و تنگدستی میں مبتلا فرما دیتا ہے۔(۲)

حدیث پاک کی روشنی میں سب سے براذخیرہ اندوزوہ ہے کہ اگر قیمتیں کم کر دی جائیں تو غمگیں ہو جاتا ہے اور اگر قیمتیں بڑھا دی جائیں تو خوش ہو جاتا ہے۔

ایک روایت میں فرمایا کہ جو غلہ جمع کرے وہ بُرا یعنی غلط کام کرنے والا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ذخیرہ کرنے والے اور جانوں کو قتل کرنے والے قیامت کے دن ایک ہی درجے میں اکٹھے کئے جائیں گے اور جس نے مسلمانوں کی مالی چیزوں میں سے کسی کو مہنگا کیا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ضرور بڑی آگ میں عذاب دے گا۔

ظلم کو نہ روکنا

آج مسلمانوں کی حالت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ جہاں کہیں ظلم ہو رہا ہے مسلمانوں پر ہی ہو رہا ہے اور دیگر مسلمان خاموشی سے تماش بین بن کر نظارہ کر رہے ہیں۔ جبکہ ہمیں حکم ہے کہ ہم کمزوروں اور مظلوموں کی مدد کریں۔ حدیث پاک میں ہے کہ مسلمان نہ اپنے بھائی پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اس کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ دوسری روایت کا مفہوم ہے کہ کسی مسلمان پر جانی یا مالی ظلم ہو رہا ہو اور یہ بچانے پر قادر ہو پھر بھی ظالم کا ہاتھ نہ روکے تو قریب ہے کہ اللہ ایسے لوگوں پر عذاب نازل فرما دے۔

شراب پینا اور فروخت کرنا

شراب تو وہ نحوست وہ لعنت ہے جس کو امّ الخبائث کہا گیا ہے۔ اسلام میں شراب کو حرام قرار دیا اور نبیٔ کریم ﷺ نے شراب پر لعنت فرمائی ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے کہ! شراب پینے والا، پلانے والا، فروخت کرنے والا، خریدنے والا، بنانے والا، بنوانے والا، اسے اٹھانے والا، جس تک اٹھا کر لے گیا، اور اس کی قیمت استعمال کرنے والا ان سب پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔

مگر افسوس آج مسلمان کہلانے والے اور اسلامی ممالک میں باقاعدہ پی بھی جارہی ہے اور فروخت بھی کی جارہی ہے اور حکومتی سطح پراس کو تحفظ بھی فراہم کیاجارہاہے۔اس موقع پر تھوڑی سی تفصیل عرض کرتاہوں تاکہ شراب پینے والے اور فروخت کرنے والے ہر قسم کے حیلے بہانوں کو جان لیں اور باخوبی سمجھ لیں۔

شراب کو عربی میں خمر اور انگریزی میں وائن اور الکحل(Wine and Alcohol)اور کیمیاوی زبان میں ایتھائیل الکحل(Ethyl Alcohol) کہا جاتا ہے ۔ باقی بیئر (Beer) اور نان الکحل بیئر ، ووڈکا (Vodka)،مونشائین(Moonshine) ، وسکی (Whisky)، برانڈی (B randy) شیمپین (hampagne C)، ٹھرا وغیرہ سب شراب ہی کی مختلف قسمیں اور صورتیں ہیں۔

بعض ہمارے نادان مسلمان گیہوں، چاول، مکئی اور جو وغیرہ سے تیار شدہ وسکی(Whisky)کو جائز سمجھتے ہیں ۔(معاذ اللہ) جبکہ یہ بھی شراب ہی ہے ۔گیہوں، چاول، مکئی اور جو وغیرہ جیسی دیگر اجناس میں موجود اسٹارچ (Starch)کو مُخمَّر(Fermented)کرکے الکوحل میں تبدیل کیاجاتاہے۔اسی طرح کچھ شرابیں آلو کے اسٹارچ (Starch)اور گنے کے رس کی شکر سے بھی تیار کی جاتی ہیں۔یہ رَم(Rum)یاجِن(Gin)جیسے ناموں سے جانی جاتی ہیں۔

کچھ عرصہ قبل شراب بنانے والوں نے فلیورڈرنک کہہ کر آڑو، کینو، لیمو، سٹرابیری، پائن ایپل اور دیگر پھلوں کے ذائقہ میں شراب مہیا کردی ہے۔

جن حضرات کو نہیں معلوم وہ جان لیں کہ یہ سب مختلف قسمیں اور صورتیں شراب ہی کی ہیں۔ جن سے تقریباًہر کوئی واقف ہے۔ پھر بھی آج کا مسلمان نان الکحل بیئر اور فلیورڈرنک کہہ کر یا سمجھ کر شراب بیچ رہاہے اور پی بھی رہاہے۔(معاذاللہ)

پاکستان میں حکومتی سطح پر پابندی کی باوجود شراب فروخت کی جارہی ہے۔ جس پر پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا گواہ ہیں۔ حکومتی پابندی کے باوجود سرکاری کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق ایران میں سالانہ چھ کروڑ لیٹر شراب پی جاتی ہے۔موجودہ سائنسی اور طبّی انکشافات نے شراب کے اتنے زیادہ نقصانات بتائے ہیں۔کہ لگتاہے یہ اس کی ایک بوند بھی زہر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شراب نوشی سے جسم کا پورادفاعی نظام کمزور پڑ جاتاہے۔اعضاءبدنیہ دل، گردے، جگر، پھیپھڑے اور دماغ ایک ایک کرکے مختلف خطرناک امراض کا شکار ہوجاتے ہیں۔آیئے ذرااسلامی نکتۂ نگاہ سے بھی جائزہ لے لیں:احادیثِ مبارکہ میں ہے کہ ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔ شرابی شراب پیتے وقت مومن

نہیں رہتا۔اس شراب میں ہر گز شفا نہیں۔ یہ بذات خود بیماری ہے۔ جس کسی نے شراب سے علاج کیا اس کے لیے اللہ کی طرف سے کوئی شفا نہیں۔ قیامت کی نشانیوں میں ہے کہ جہالت غالب آجائے گی۔ علم گھٹ جائے گا۔ اور شراب خوب پی جائے گی۔ شرابی قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ سیاہ چہرہ، نیلی آنکھیں اور زبان سینے پر لٹکتی ہو گی اور اس کا لعاب (یعنی تھوک) خون کی طرح بہتا ہو گا قیامت کے دن لوگ اس کو پہچانتے ہوں گے۔ جو دنیا میں شراب حلال سمجھ کر پیتا تھا اس کا حکم یہ ہے کہ ! تم اس کو سلام نہ کرو، اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کرو اور جب مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بت پرست کی طرح ہے۔

جو دنیا میں شراب پیئے گا، اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر آخرت میں جنت کی شراب (طہور) حرام فرما دے گا۔ شرابی جنت کی خوشبو تک نہ سونگھ سکے گا۔ جبکہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے سونگھی جاتی ہے۔ شرابی قبر سے مردار سے بھی زیادہ بدبُودار حالت میں نکلے گا کہ اس کی گردن میں شراب کی بوتل لٹکی ہو گی اور ہاتھ میں جام ہو گا سانپ اور بچھو اس کے سارے جسم پر چمٹے ہوں گے اس کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے اس کا دماغ کھولتا ہو گا اس کی قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہو گی جو فرعون وہامان کے قریب ہو گی۔ جس نے شرابی کو کھانے کا ایک لقمہ کھلایا، اللہ عزوجل اس کے جسم پر سانپ اور بچھو مُسلّط کر دے گا۔ جس نے شرابی کی کوئی حاجت پوری کی اس نے اسلام کو ڈھا دینے پر اعانت کی۔ جس نے شرابی کو قرض دیا اس نے مسلمان کو قتل کرنے پر مدد کی۔ جس نے شرابی کو اپنی مجلس میں بٹھایا، اللہ عزوجل اس کو اس طرح اندھا اٹھائے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو گی۔

نبیِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شرابی سے نکاح نہ کرو، اگر بیمار ہو جائے تو عیادت نہ کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے: شراب وہی پیتا ہے جو توراۃ، انجیل، زبور، قرآن مجید اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل کیا اس کا منکر ہو اور جس نے شراب کو حلال جانا، میں اس سے بَری اور وہ مجھ سے بَری ہے۔

مزید ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عزوجل اپنی عزت و جلال کی قسم بیان کر کے ارشاد فرماتا ہے: جس نے دنیا میں شراب پی وہ قیامت کے دن سخت پیاس میں مبتلا ہو گا اس کا دل جل رہا ہو گا اور زبان سینے پر لٹکتی ہو گی اور جس نے میری رضا کی خاطر شراب چھوڑ دی، میں اس کو قیامت کے مقدس دن اپنے عرش کے نیچے جنت کی شراب سے سیراب کروں گا۔

جس شخص کے پیٹ میں شراب گئی تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی کوئی نیکی قبول نہیں فرمائے گا اور اگر وہ شراب چالیس دن تک (اس کے پیٹ میں) رُکی رہی اور بغیر توبہ کئے چالیس دن سے پہلے مر گیا تو کافر ہو کر مرا (جبکہ شراب کو

حلال جانتا تھا) اور اگر توبہ کرے تو اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرمائے گا پھر اگر دوبارہ شراب پیئے تو اللہ عزوجل ضرور اس کو (طِيْنَةِ الْخَبَال، یعنی یہ جہنمیوں کے زخموں کا نچوڑ، خون اور پیپ) سے پلائے گا۔

جب کوئی چار مرتبہ شراب پی لے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور اس کا نام جہنم کے سب سے نچلے دَرْجہ میں لکھ دیتا ہے اور پھر نہ اس کی نماز قبول فرماتا ہے نہ روزہ اور نہ ہی صدقہ، مگر یہ کہ وہ توبہ کر لے ورنہ اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور جہنم کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

قیامت کے دن شرابی اس حال میں آئے گا کہ اس کی گردن میں شراب کا برتن لٹک رہا ہوگا اور اس کے ہاتھ میں لہو ولعب کا آلہ ہوگا حتّٰی کہ وہ آگ کی سولی پر لٹکا دیا جائے گا تو ایک منادی ندا کرے گا یہ فلاں بن فلاں ہے۔ اس کے منہ سے بدبو خارج ہو رہی ہوگی اور لوگ اس پر لعنت کرتے ہوں گے پھر عذاب کے فرشتے آگ کی سولی سے اُتار کر جہنم میں ڈال دیں گے وہاں ایک ہزار سال تک جلتا رہے گا۔

اس قسم کی دیگر عذابات کے ذکر سے کتب احادیث مالامال ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو شراب سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

زنا کرنا

زنا گناہ کبیرہ، ناجائز و حرام کام ہے۔ یاد رکھیں! حدیث پاک میں ہے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس وقت ایمان اس سے جدا ہو جاتا ہے۔

اے مسلمانو! زنا اور بدکاری سے بچو، کیونکہ زنا کی وجہ سے چھ سزائیں ملتی ہیں تین دنیا میں (چہرہ بے رونق، عمر میں بے برکتی، فقر و تنگدستی کا شکار) اور تین آخرت میں (اللہ کی ناراضگی و غضب، بدترین حساب، جہنم کا عذاب)۔

ایک نوجوان رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور زنا کی اجازت مانگنے لگا، صحابہ کرام علیہم الرضوان سے اسے ڈانٹا، مگر حضور ﷺ نے اسے اپنے قریب بلا لیا اور فرمایا: اور کوئی تمہاری ماں سے، بیٹی سے، بہن سے، خالہ سے، پھپھو سے زنا کا ارادہ کرے تو کیا تم پسند کرو گے؟ اس نے کہا میں یہ پسند نہیں کرتا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح لوگ اس کو اپنی ماں، بہن بیٹی کے معاملے میں پسند نہیں کریں گے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس نوجوان کے سینے پر رکھ کر دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبَهٗ وَاغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَحَصِّنْ فَرْجَهٗ

اے اللہ! اس کے دل کو پاک فرما، اس کا گناہ معاف فرما اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔[۳]

اس کے بعد یہ نوجوان زنا کو سخت ناپسند کرنے لگ گیا۔

وعدہ پورا نہ کرنا

ہمارا معاشرہ اکثر ایسے لوگوں سے بھی پریشان ہے جو وعدہ پورا نہیں کرتے۔ جبکہ وہ وعدے کی اہمیت و فضیلت کو باخوبی سمجھتے ہیں۔ جانِ بوجھ کر جھوٹے وعدے کرنا پھر توڑ دینا روز مرّہ کا معمول سمجھتے ہیں۔ بعض تو معاذ اللہ یہاں تک کہتے ہیں کہ وعدے اور قسمیں تو توڑنے کے لیے ہی ہوتی ہیں۔ ایسوں کو اس حدیث مبارک سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے، جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

دھوکا دینا

مسلم معاشرے میں یہ مرض بھی عام ہے، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

آج مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ بات بات پر دھوکا دینا کوئی فن یا کمال سمجھتے ہیں۔ دو نمبر چیز ایک نمبر بول کر دھوکا دے رہا ہے، کوئی گھٹیا چیز کو بہترین بتا کر دھوکا دے رہا ہے، کوئی دودھ میں پانی ملا کر دھوکا دے رہا ہے، کوئی پھل سبزیوں پر رنگ کر کے دھوکا دے رہا ہے، کوئی فارمی چیزوں کو دیسی کر کے دھوکا دے رہا ہے، کوئی ملاوٹ کر کے خالص بول کر دھوکا دے رہا ہے۔ الغرض ہر کوئی دھوکا دہی کی بنیاد پر اپنے کاروبار کو چمکانے میں لگا ہوا ہے۔ مگر وہ یہ نہیں جانتا ہے۔ دھوکا دینے اور جھوٹ بولنے سے مال تو بِک جاتا ہے مگر برکت نصیب نہیں ہوتی۔

لاکھوں کروڑوں کما کر بھی پاکیزہ رزق نصیب نہیں ہوتا، اگر کسی کو رزق مل بھی جائے تو کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ اللہ ہمیں دھوکے دہی سے محفوظ فرمائے۔

جھوٹ بولنا

جھوٹ بولنا گناہِ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، اور معاشرے میں بدنامی اور ذلیل کر دینے والا کام ہے۔ جھوٹے شخص کی کوئی عزّت نہیں کرتا۔ دنیا اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ آیئے اک نظر قرآنِ مجید کی آیات طیبات کی طرف کرتے ہیں کہ جھوٹوں سے متعلق کیا کیا ارشاد ہوا ہے: جھوٹوں پر لعنت فرمائی گئی ہے، حق کو جھٹلانے والوں کو عبرت کا نشان بنا دیا گیا، قیامت کے دن جھوٹوں کے لیے خرابی ہے، جھوٹوں کی بات نہ سننے کا حکم ہے اور حد سے بڑھنے والے کسی جھوٹے کو اللہ ہدایت نہیں دیتا۔ اس قسم کے مضامین قرآن مجید میں موجود ہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ بے شک جھوٹ گناہ و نافرمانی کی طرف لے جاتا اور پھر یہ گناہ و نافرمانی بندے کو جہنم میں لے جاتی ہے۔

ہمیشہ ایک آدمی جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ ہی سوچتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جھوٹ منافقت کی علامت ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ مؤمن ہر طرح کی طبیعت کا ہو سکتا ہے مگر جھوٹا اور خیانت دار نہیں ہو سکتا۔(٤)

ایک موقع پر یہاں تک فرمایا گیا کہ جو لوگوں کو ہنسانے اور خوش کرنے کیلئے بے حقیقت وجھوٹی بات کرے تو اس کیلئے ہلاکت ہے ہلاکت ہے ہلاکت ہے۔

قتل کرنا

شریعت اسلامی میں قتل شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ ہے۔ اگر کسی مسلمان کا قتل حلال سمجھ کر کیا جائے تو یہ کفر ہے۔ اور ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ دوسرہ وہ شخص جو قتل کو تو حرام جانتا ہے پھر بھی قتل کرتا ہے تو یہ گناہ کبیرہ ہے اور ایسا شخص قرآنی حکم کے مطابق ہمیشہ ہی جہنم میں رہے گا۔ یعنی یہاں ہمیشہ سے مراد طویل اور دراز مدّت تک جہنم میں رہنا ہے کیونکہ خود اس کو دیکھنے والے، اور خود یہ عذاب بھگتنے والا یہ سمجھے گا کہ میں ہمیشہ سے ہی جہنم میں ہوں۔ بالکل اسی طرح جس طرح لوگ کسی کو دن میں دو چار بار شراب خانے میں دیکھ لیں تو کہتے ہیں یہ تو ہمیشہ ہی یہاں رہتا ہے۔ یعنی مسلمان کو بلا عذر شرعی قتل کر دینا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ قرآن کی نگاہ میں ایک انسان کا بلا عذر قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قاتل کو طویل مدّت تک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ حدیث پاک میں سات ہلاک کرنے والی چیزیں مذکور ہیں جن میں قتل سرِ فہرست ہے۔ یہ قتلِ ناحق دنیا میں آنے سے پہلے کسی بچے کا ہو، یا دنیا میں آنے کے بعد کسی شیر خوار کا ہو، کسی بے بس مجبور کا ہو یا کسی زمانے کے ستائے ہوئے مظلوم کا۔ الغرض ہر جگہ یہ مذموم ہی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ مؤمن کا قتل پوری دنیا کے زوال سے بڑھ کر ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اگر ایک مؤمن کے قتل میں روئے زمین کے سب لوگ بھی شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ سب کو اوندھا منہ کر کے جہنم میں ڈال دے گا۔(٥)

قتل کرنے کا وبال تو ہم پڑھ ہی چکے ہیں۔ صرف وہ شخص جو قتل کے معاملے میں ایک آدھا لفظ بھی کہے (جیسے قاتل کو پتہ بتانا یا اشارہ کر کے بندے کی تصدیق کرنا وغیرہ) تو قیامت کے دن اس کی پیشانی پر لکھا ہو گا: اللہ کی رحمت سے محروم۔ کیونکہ اللہ کے نزدیک ایک مؤمن کعبۃ اللہ شریف سے بھی افضل اور قابلِ احترام ہے۔ اسی لیے حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ اگر قاتل کو مسلمانوں کے قتل سے روکا نہ گیا تو تمام امّت عذاب میں مبتلا ہو جائے گی۔

(فی زمانہ اس حدیث پاک کی صداقت ہمارے سامنے ظاہر ہے ، برما، افغانستان ، فلسطین ، عراق ، شام، کشمیر وغیرہ کی مثالیں موجود ہیں۔)

قیامت کے دن مسلمان کے قتل پر قاتل کو بطور سزا ایک ہزار مرتبہ قتل کیا جائے گا۔ یعنی بار بار زندہ کر کے قتل کی شدّتِ تکلیف کا احساس دلایا جائے گا۔

چوری کرنا/ڈاکہ ڈالنا

چوری، ڈاکہ زنی، لوٹ مار جیسے افعال ہمارے معاشرے کی ایک بہت بڑی لعنت بن چکے ہیں۔ مال واسباب گھر میں چھوڑ کر جاؤ تو چوری کا ڈر باہر لے کر نکلو تو چھن جانے کا ڈر۔

قرآنِ مجید میں چور مرد و عورت کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔ حدیث پاک سے ثابت ہے کہ قبیلہ ابن مخذوم کی ایک عورت لوگوں سے چیزیں مانگ کر لے جاتی تھی پھر مکر جاتی تھی تو اللہ کے حبیب ﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ارشاد فرمادیا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے سفارش کی تو آپ ﷺ نے سختی سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا میں تمہیں دوبارہ نہ دیکھو حدود اللہ میں دخل اندازی کرتے ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے خطبہ مبارک ارشاد فرمایا: جس میں یہ بھی فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بنتِ محمد بھی چوری کرتی تو میں ان کے ہاتھ کاٹ دیتا۔ پھر اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا۔[٦]

ہاتھ کاٹ دینا یہ دنیا کی سزا ہے آخرت کی سزا تو بہت سخت ہے۔ ایک پیسہ کے بدلے سات سو مقبول نمازیں ہیں۔

قرآن مجید میں ان لوگوں سے متعلق واضح ارشاد فرمایا گیا ہے جو زمین میں فساد مچا کر رکھتے ہیں۔ یعنی قتل کرتے ہیں چوریاں کرتے ہیں لوٹ مار کرتے ہیں لوگوں کا مال چھین لیتے ہیں مسلمانوں کو ڈراتے دھمکاتے ہیں ان کو خطرناک سزا دی جائے۔

وہ سزا کیا ہے فرمایا: ان کو قتل کر دیا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت میں کاٹے جائیں یعنی سیدھا ہاتھ تو الٹی ٹانگ۔

حرام کھانا

حرام کھانے کی لعنت بھی ہمارے معاشرے میں عام ہوتی جا رہی ہے۔ کوئی لوٹ مار، چھینا جھپٹی سے حرام کھا رہا ہے تو کوئی رشوت و سود کے نشہ میں مست و بخود ہے۔ عام لوگ کچھ ان چیزوں سے بچ بھی گئے تو وہ دیگر ذرائع کے

ذریعے حرام تک پہنچ جاتے ہیں۔ مثلاً کسی کو زمین پر گری ہوئی کوئی چیز مل جائے وہ اِدھر اُدھر دیکھ کر فوری اٹھا کر چلتا بنتا ہے۔ کسی کے سامنے بھی کسی کا پرس، گھڑی، انگوٹھی گر جائے تو جان بوجھ کر نہیں بتاتا۔ پھر بعد میں اٹھالیتا ہے اور اسے اپنی ملکیت سمجھ لیتا ہے۔ سو کے بدلے کوئی غلطی سے ڈیڑھ سو دیدے تو فوری رکھ لیے جاتے ہیں۔ قرض لیتے ہیں تو دینے کی نیت ہی نہیں کرتے۔ امانت میں خیانت کرنا کچھ عیب نہیں سمجھتے۔ بدقسمتی سے عجیب ہی حال ہے ہمارے معاشرے کا۔ قرآنِ مجید میں ناحق مال کھانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جس کا کھانا پینا، اوڑھنا بچھونا حتیٰ کہ اس کی پرورش بھی حرام مال سے ہوئی ہو تو پھر کیسے اس کی دعا قبول ہو گی۔

دوسری روایت میں ہے کہ جو یہ خوف نہیں رکھتا کہ مال کہاں سے کمایا تو اللہ تعالیٰ بھی پرواہ نہیں کرے گا کہ جہنم کے کس دروازے سے آگ میں ڈالا جارہا ہے۔ یعنی بس اس کو فوری جہنم کی آگ میں ڈال دیئے جانے کا حکم ہو گا۔ جس نے حرام مال سے حج کیا اور تلبیہ پڑھا تو فرشتے جواب میں کہتے ہیں تیرا حج نامقبول ہے۔ اور تیری حاضری بھی نامقبول ہے۔[(۷)]

کسی چیز پر ناجائز قبضہ کرنا

فی زمانہ یہ برائی بھی عام ہے کوئی کسی کی زمین پر کوئی جائیداد پر کوئی کسی شئے پر ناجائز قبضہ جما کر بیٹھ جاتا ہے اور مالک کو بلیک میل اور پریشان کرتا ہے۔ دوسری صورت یہ بھی کرتے ہیں کہ قبضہ کرنے کے بعد پھر بھاری رقم بھتہ لے کر وہ چیز اس کے حوالے کرتے ہیں جسے ہم عام لفظوں میں کھلی بدمعاشی کہہ سکتے ہیں۔ قرآن مجید کے نقطۂ نگاہ سے ایک دوسرے کا مال ناحق کھانا ناجائز و حرام ہے اور پیٹ میں جہنم کی آگ بھرنے کے مترادف ہے مگر اس کی طرف کسی کی توجہ نہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ کسی نے اگر بالشت برابر زمین بھی کسی کی ظلماً قبضہ کرلی تو سات زمینوں کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔ یعنی ساتوں زمینوں کا بوجھ اس کے سر پر ڈال دیا جائے گا۔ جس سے یہ کچل کر ہلاک ہو گا۔[(۸)]

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص کسی کی چیز پر ناجائز قبضہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا نفل و واجب کچھ قبول نہیں فرمائے گا۔

سودی لین دین

سود معاشرے کی وہ لعنت ہے کہ سود نے پورے معاشرے کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سود لینے والوں سے اعلان جنگ کیا ہے۔ سود زنا سے بھی بدتر ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ سود کا ایک درہم چھتیس بار زنا سے

بد تر ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ سود کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کوئی اپنی ماں سے زنا کرے۔ معاشرے کی تباہی کا ایک بہت بڑا سبب یہ سود ہے۔ حدیث پاک میں کہ جس بستی میں سود پھیل جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس بستی کو تباہ کرنے کی اجازت دے دیتا ہے۔ شبِ معراج نبی کریم ﷺ کا ایک ایسی قوم کے پاس سے گزر ہوا، جن کے پیٹ کمروں کی طرح (بڑے بڑے) تھے، جن میں سانپ پیٹوں کے باہر سے دیکھے جا رہے تھے۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ سود خور ہیں۔

حضرت معمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے سنا ہے کہ سود خور پر چالیس سال نہیں گزرتے کہ خود سود ہی مٹ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث پاک کے مطابق سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کی تحریر لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت ہے اور فرمایا کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔ اور بعض روایتوں میں (اِلَی یَوْمِ الْقِیَامۃ) کے الفاظ ہیں یعنی یہ لعنت قیامت کے دن تک اس پر رہے گی۔ (۹)

حدیث پاک میں یہ بھی فرمایا گیا کہ سود خور کا نہ صدقہ قبول کیا جائے گا، نہ جہاد، نہ حج اور نہ ہی صلہ رحمی۔

جوا (سٹہ بازی)

ہمارے معاشرے کو تباہ کرنے والی چیزوں میں جوا یعنی سٹہ بازی بھی سرِ فہرست ہیں۔ ارشادِ باریٔ تعالیٰ ہے:

اے ایمان والو! بیشک شراب اور جوا اور نصب کئے گئے بُت اور (قسمت معلوم کرنے کے لئے) فال کے تیر (سب) ناپاک شیطانی کام ہیں۔ سو تم ان سے پرہیز کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔ (۱۰)

حدیث پاک میں ہے کہ جس نے چوسر (جوئے کا کھیل) کھیلا، اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور اس کے خون میں آلودہ کر لیے۔ یعنی جوئے اور سٹہ بازی کا کھیل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک اتنا سخت برا اور ناپسندیدہ ہے کہ ناپاک، شیطانی کام اور خنزیز کے خون سے ہاتھ رنگنے کے مترادف قرار دیدیا ہے۔ ذرا ہم غور کریں کہ جوئے بازی، سٹے بازی میں ایسا کیا ہے جس سے اتنی سختی کے ساتھ منع فرمادیا گیا ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جوئے کے مفاسد یعنی جوئے سٹہ بازی کے دینی اور دنیاوی نقصانات بالکل ظاہر ہیں:

(۱) لوگوں کا مال ناحق کھانا یعنی ناجائز طریقے سے کھانا۔

(۲) جواریوں کا اکثر چوری کرنا۔

(۳) قتل کرنا

(٤) بیوی بچوں اور گھر والوں کا خیال نہ کرنا اور ان کے حقوق سے یکسر غافل ہونا۔

(۵) گندے، گھناؤنے کاموں میں مبتلا ہو کر بدترین جرائم کرنا۔ (جیسے زنا، لواطت، شراب پینا، خنزیر کھانا، قبریں کھود کر مردوں کی بے حرمتی کرنا، کفن بیچ دیناوغیرہ وغیرہ)

(٦) ظاہری اور پوشیدہ دشمنی کرکے اگلے کو تنگ کرنا ، دھمکیاں دینا، نقصان پہنچانا۔[۱۱]

یادرکھیں! ہروہ کھیل جس میں جوًا اورشرط شامل ہوجائے وہ ناجائز وحرام ہوجائے گا۔ اگرچہ بظاہروہ کھیل جائز ہوجیسے کرکٹ، فٹ بال وغیرہ۔

رشوت

رشوت خوری ہمارے معاشرے کا وہ ناسور ہے جس کو بعض لوگ اپنا حق سمجھنے لگے ہیں۔(معاذ اللہ) اور اس لعنت کے طوق کو خوشی خوشی اپنے گلے میں ڈالتے ہیں۔ ناحق رقم وصول کرنے کا یہ مرض بڑھتا جارہا ہے۔ فی زمانہ چھوٹے سے کام سے لے کر بڑے کام اور عہدوں تک کوئی پوسٹ کوئی سیٹ کوئی جاب کوئی حق بغیر رشوت کے نہیں ملتا۔ رشوت کا نشہ اب تو اتنا بڑھ گیا کہ عدالتوں میں فیصلہ بغیر رشوت کے نہیں ملتا۔انصاف تو دور کی بات ہے۔ پانی، بجلی، گیس اور دیگر ضروریات زندگی کے مسائل کا حل بغیر رشوت کے کوئی نہیں کرتا۔ رشوت خوروں کی نگاہ میں دین، مذہب ،انصاف، حق، مجبور، لاچار، فقیر، مسکین کی کوئی حیثیت نہیں ہے صرف ان کو رشوت سے سروکار ہوتا ہے۔ ہمارا معاشرہ پیسہ پھینک تماشا دیکھ کا مصداق بن چکا ہے۔

حدیث پاک میں رشوت لینے والا اور (باخوشی) رشوت دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔اور دونوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور جو رشوت کے درمیان دلالی کرے اس پر بھی لعنت ہے۔ یعنی جس طرح آجکل دو کے درمیان تیسرا کہتا ہے رشوت تو دینی پڑے گی جی! یہ اس کا ذہن بنا رہا ہوتا ہے۔ اس پر بھی لعنت فرمائی گئی ہے۔[۱۲]

اسی لیے رشوت لے کر کام کرنے والے فیصلہ کرنے والوں سے متعلق روایت میں ہے کہ ان کو جہنم میں اتنی گہرائی میں پھینکا جائے گا کہ ان کو تہہ تک پہنچنے میں پانچ سو سال لگیں گے۔

بلاشرعی عذر تعلق توڑدینا

ہمارے پوشیدہ غرور وتکبر کا اندازہ اس بات سے باآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ آج ہم ذرا ذرا سی بات پر ناراض ہو جاتے ہیں، منہ بنالیتے ہیں، سلام دعا چھوڑ دیتے ہیں، بات چیت بند کردیتے ہیں، آنا جانا ترک کر دیتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے۔ نہ یہ اسلام کا درس ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، باہم حسد نہ کرو، ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دکھاؤ، آپس میں قطع تعلق نہ کرو اور اے اللہ کے

بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ دوسری روایت میں ہے کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن تک تعلق توڑے رکھے۔

مگر ہم نے تو آج ہر سنہری بات کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ ایک روایت میں تو یہاں تک ارشاد فرمایا گیا کہ ہر پیر و جمعرات کو جنت کے دروازے کھول کر بندوں کی مغفرت کی جاتی ہے سوائے قطع تعلق کرنے والے کہ اس کو صلح کرنے تک مہلت دی جاتی ہے۔

نماز چھوڑ دینا

ہمارے معاشرے کا ایک بڑا المیہ نمازوں کو چھوڑ دینا ہے۔ پھر اس پر اظہارِ افسوس تو دور کی بات قضا ہونے کی فکر تک نہیں ہوتی۔

سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے: ہمارے اور منافقین کے درمیان معاہدہ نماز ہے۔ پس جس نے نماز چھوڑی اس نے کفر کیا اور معاہدہ ختم ہو گیا۔ مسند بزار کی روایت میں ہے کہ بے نمازی کا کوئی دین نہیں۔ دوسری روایت کا مفہوم ہے: جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس پر سے اللہ تعالیٰ کی ضمانت اٹھ گئی۔ اور ایک نماز چھوڑے کی سزا ہزاروں برس جہنم کی آگ میں جلنا ہے۔ تندرستی کے باوجود نماز قضا کر دینے والا جب قیامت کے دن آئے گا تو اس کی پیشانی پر یہ تین عبارتیں لکھی ہوں گی:

(۱) اے اللہ عزوجل کے حقوق ضائع کرنے والے

(۲) اے غضبِ الٰہی کے حقدار

(۳) جس طرح تو نے اللہ عزوجل کے حقوق ضائع کئے اس طرح آج اللہ عزوجل کی رحمت سے بھی مایوس ہو جا۔

ایک روایت میں ہے کہ جہنم بے نمازی سے کہتی ہے: تو میرا دوست ہے کاش! اللہ تجھے مجھ سے (جلدی) ملا دے اور میں تجھ سے نماز کا انتقام لوں تو نماز کا دشمن ہے اس لئے اللہ عزوجل تجھ پر غضبناک ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا آپ سے عرض کیا گیا وہ صبح تک سوتا رہا نماز کے لیئے نہ اٹھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اس شخص کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا۔[۱۳]

اب غور کر لیں! جس نے فجر کی نماز چھوڑ دی شیطان اس کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے۔ پھر کونسی بات کون سی نصیحت اس کے دل میں اترے گی، پھر کون سی خیر و برکت اس تک پہنچ سکے گی، کون سی شفا اپنا اثر دکھائے

گی۔ یہ فیصلہ اب ہم پر ہے۔ یاد رکھیں۔ نمازیں چھوڑ دینا ہی تمام روحانی و جسمانی بیماریوں کی اصل وجہ ہے۔ اللہ ہمیں سچا و پکا نمازی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ کی راہ میں خراب (گھٹیا چیز) دینا

آج ہمارے معاشرے کا یہ بھی المیہ ہے کہ ہم اللہ کے نام پر دیتے وقت ردی اور گھٹیا چیزوں کو انتخاب کرتے ہیں۔ مثلاً تازہ اور باسی کھانا کبھی دستر خوان پر جمع ہو جائے تو ہم تازہ کو ترجیح دیتے ہیں اور باسی کے لیے کہتے ہیں کسی فقیر کو صدقہ کر دو۔۔۔ ہمارے گھروں میں جو چیز کوئی نہیں کھاتا ہم کہتے ہیں: کسی غریب کو دیدو۔۔۔ باسی کھانا باسی روٹی اللہ کے نام پر دے کر سمجھتے ہیں بہت بڑا تیر مار دیا ہم نے۔۔۔ کسی کے پوچھنے پر بڑے فخر سے کہتے ہیں ہم تو صدقہ دیتے رہتے ہیں۔۔۔ جبکہ حالت یہ ہے کہ کوئی اللہ کے نام پر مانگے تو سب سے پرانا نوٹ نکال کر دیتے ہیں۔۔۔ کبھی مسجد کے ڈبے میں چندہ ڈالنا پڑے تو وہ کھوٹا سکہ ڈالتے ہیں جو بازار میں بھی نہیں چلتا۔۔۔ فروٹ والوں سے کوئی فقیر پھل مانگ لے تو گلا سڑا اللہ کے نام پر دیتے ہیں۔۔۔ اب تو بڑے بڑے دیندار کاروباری بھی زکوٰۃ کی مد میں وہ چیز دیتے ہیں جو ان سے کوئی لیتا نہیں ہے۔۔۔ یا جس کی خرید و فروخت بہت کم ہو چکی ہو۔۔۔ یا اس کا چلن بند ہو چکا ہو۔۔۔ ہم کس کو دھوکا دے رہے ہیں غور کر لیں۔۔۔!

ارشادِ باریٔ تعالیٰ ہے: اور (راہِ خدا میں) خراب چیز دینے کا ارادہ مت کرو کہ (جب دینے کی بات آئے تو خراب و گھٹیا) چیز میں سے دو اور (جب ویسی ہی چیز) تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس میں خوب دیکھ بھال نہ کر لو۔[۱٤]

آپ ﷺ کے دور میں بھی بعض خراب چیزیں اللہ کی راہ میں دینے آتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حدیث پاک میں ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ ایک مرتبہ دستِ اقدس میں عصا مبارک لئے تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک شخص نے (غرباء کے لئے بطور صدقہ) ردّی کھجوروں کا ایک خوشہ لٹکا رکھا ہے، آپ اس خوشہ کو لاٹھی سے مارنے لگے اور فرمایا: اگر یہ صدقہ کرنے والا چاہتا تو اس سے بہتر صدقہ کرتا، بے شک یہ صدقہ کرنے والا بروزِ قیامت ردّی کھجوریں کھائے گا۔

سودا بیچتے وقت چیز کا عیب چھپانا

یہ برائی بھی ہمارے معاشرے میں عام ہے۔ عیب دار چیز کو بہترین بنا کر، دو نمبر چیز کو ایک نمبر بتا کر سودے کرنا ہماری عادت بن چکی ہے۔ یعنی چیز بیچتے وقت جان بوجھ کر ہم عیب چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اکثر اوقات تو ہم چیز بیچتے ہی جب ہیں جب اس میں کوئی عیب پیدا ہو جائے اور اپنے مزید نقصان کو خوف ہو جائے۔ پھر ہم سامنے والے سے

تعریفوں کے پُل باندھتے ہیں کہ بہترین چیز ہے۔ اوپر سے جھوٹ بولتے ہیں کہ مجبوری میں بیچ رہا ہوں ورنہ مجھے تو خود اس کی بہت ضرورت ہے، یہ میری بہت پسندیدہ چیز ہے۔ ایسی چکنی چپڑی باتیں کر کے بالآخر سودا بیچنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور جب کوئی سامنے والے کو بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو کبھی باپ تو کبھی سیٹھ پیٹھ تھپک کر کہتا ہے بیٹا شاباش اب تم کاروبار سنبھالنے کے قابل ہو چکے ہو۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص کسی عیب دار چیز کو بغیر بتائے بیچے تو وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں رہتا ہے، یا اس پر ہمیشہ فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ لہٰذا چیز کو فروخت کرتے وقت اس کے عیب سے آگاہ کر دینا ضروری ہے۔ یا کم از کم اتنا ضرور کہہ دے چیز آپ کے سامنے ہے میں اس کے کسی عیب کا ذمہ دار نہیں۔ لیکن اگر سامنے والا آپ سے یہ پوچھے کہ کیا اس میں کوئی عیب ہے؟ تو اگر آپ کو عیب کا علم ہے تو پھر جھوٹ بولنا حرام ہے جو عیب ہے ظاہر کر دے۔ ان شاء اللہ اس سودے میں برکت ہو گی۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے، ایک بار اپنے رفیق سے یہ فرما کر کہ یہ کپڑا عیب دار ہے، گاہک کو بتا دینا خود کہیں تشریف لے گئے، ان کے ساتھی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غیر حاضری میں کپڑا فروخت کر دیا، آپ واپس آئے تو دریافت فرمایا کہ اس کپڑے کا عیب بتا دیا تھا؟ اس نے نفی میں جواب دیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت افسوس کا اظہار فرمایا اور اس دن کی ساری آمدنی صدقہ کر دی۔

خلاصہ آرٹیکل

اس مقالے کا مقصد معاشرتی برائیوں پر ایک نظر اور اس کے ازالے کی کوشش کرنا ہے۔ اس آرٹیکل میں چند معاشرتی برائیاں ذکر کی گئی ہیں۔ اگر کماحقہ، ان برائیوں کا ازالہ اسلامی طریقہ کے مطابق کیا جائے تو بہت جلد ممکن ہے پاکستان دنیا کے نقشہ میں معاشرتی سیرت و کردار کے اعتبار سے عزّت و قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

اگرچہ یہ برائیاں فقط پاکستان کے معاشرے میں نہیں بلکہ دنیا اسی غلاظت میں ملوث ہے۔ مگر اسلام کے نام لیوا لوگوں پر لازم ہے کہ اسلام کے اصولوں کے مطابق اپنے معاشرے کی اصلاح کریں تاکہ گھر سے لے کر قوم تک ہر فردِ بشر ان رذائلہ خصیصہ سے باہر نکل سکے۔ اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے دین و مذہب، قوم و ملک کا نام روشن و بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی اصلاح کے ساتھ پورے معاشرے کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حواشی وحوالہ جات

(۱) ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک (۲۰۹ھ/ ۲۷۹ھ/ 825ء۔ 892ء۔ السنن۔حدیث ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، بیروت، لبنان: داراحیاءالتراث العربی۔ ج ۲ص ٤٤

(۲) ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید قزوینی(۲۰۹ھ / ۲۷۳ھ/824ء۔887ء)۔السنن۔ کتاب التجارات، باب الحکرۃ والجلب،، بیروت، لبنان: دارالفکر۔

(۳)احمد بن حنبل، ابوعبداللہ شیبانی(١٦٤ھ۔ ٢٤١ھ/780ء۔855ء)۔المسند۔حدیث یعلی بن مرۃ الثقفی، رقم: ۲۲۲۱۱،قرطبۃ، قاھرۃ: مؤسسۃ۔

(٤) البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند سعد بن ابی وقاص، الحدیث: ،ج

(٥) طبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی(٢٦٠ھ۔ ٣٦٠ھ/873ء۔970ء)۔المعجم الکبیر۔رقم: ١٢٦٨١، موصل، عراق: مکتبۃ العلوم والحکم، ١٤٠٤ھ

(٦) علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی(متوفی ١٤٠٦ھ)۔سیرتِ مصطفیٰ۔ کراتشی، باکستان: مکتبۃ المدینۃ۔ ص٦١٧

(٧) ہندی حسام الدین، علاءالدین علی متقی(متوفی ٩٧٥ھ)۔کنزالعمال۔ کتاب الحج والعمرۃ، قسم الاقوال، الحدیث: ١١٨٩٦، بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ١٣٩٩ھ

(٨) احمد بن حنبل، ابوعبداللہ شیبانی(١٦٤ھ۔ ٢٤١ھ/780ء۔855ء)۔المسند۔حدیث یعلی بن مرۃ الثقفی، الحدیث: ١٧٥٨٢، قرطبۃ، قاھرۃ: مؤسسۃ۔

(٩) کنزالعمال، کتاب الدعوی، باب دعوی النسب ولحاق الولد، الحدیث: ١٥٣١٩

(١٠) سورۃ المائدۃ، آیت: ٩٠

(١١) آلوسی، محمود بن عبد اللہ حسینی (١٢١٧ھ۔ ١٢٧٠ھ/1802ء۔ 1854ء) روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی۔ بیروت، لبنان: داراحیاءالتراث العربی۔

(١٢) ابوداود، سلیمان بن اشعث سجستانی (٢٠٢ھ / ٢٧٥ھ / 817ء ۔ 889ء)۔السنن۔ کتاب الاقضیۃ، باب فی کراھیۃ الرشوۃ، الحدیث: ٣٥٨٠، بیروت، لبنان: دارالکتاب العربی۔

(١٣) مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن قشیری نیشاپوری (٢٠٦ھ / ٢٦١ھ / 821ء۔ 875ء)۔ الصحیح۔ کتاب صلاۃ المسافرین، باب الحث علی صلاۃ اللیل وان قلت، الحدیث: ١٨١٧، بیروت، لبنان: داراحیاءالتراث العربی۔

(١٤) القرآن، ٢: ٢٦٧